ہیں جنھیں ایک طالب حق کو تعلیم سلوک کے دوران میں ملحوظ رکھنا چاہیے۔ مدتوں سے یہ رسالہ گوشۂ گمنامی میں پڑا ہوا تھا۔ مولوی سید عطا حسین صاحب شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اس کے مختلف نسخوں کا مقابلہ کرکے ایک صحیح نسخہ تیار کیا اور اسے جدید طرز پر ایڈٹ کرکے شائع کر دیا۔

تصوف جس علم اور جس عمل کا نام ہے اس کی صحیح تصویر اگر آپ کو دیکھنی ہو تو ان اکابر اولیاء اللہ کی تصانیف دیکھیے جو اس علم و عمل کے حقیقی نمائندے ہیں۔

**عورت** تالیف جناب مرزا حسین احمد بیگ صاحب ریٹائرڈ سشن جج گلبرگہ۔ ضخامت ۲۴۸ صفحات قیمت (عہ) ملنے کا پتہ: مکتبہ ابراہیمیہ، حیدر آباد دکن۔

جدید مغربی تہذیب میں عورت اور مرد کا فطری توازن بگڑ جانے کی وجہ سے تمدن و معاشرت میں جو خرابیاں پیدا ہو رہی ہیں ان کو فاضل مؤلف نے ایک حد تک تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے پوری کتاب عدالتی مقدمات اور معتبر کتابوں اور رسالوں کے شواہد سے بھری ہوئی ہے۔ خود مؤلف یورپ کی سیاحت کر چکے ہیں اور انہوں نے اپنے ذاتی مشاہدات بھی بیان کیے ہیں۔ جو لوگ صنفی معاملات میں یورپ کی اندھی تقلید پر مائل ہیں انھیں خصوصیت کے ساتھ اس کتاب کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ افسوس کہ اس کتاب کی ترتیب زیادہ اچھی نہیں ہے، مؤلف نے مختلف عنوانات کے تحت واقعات کو محض جمع کر دینے پر اکتفا کیا ہے۔ واقعات کے درمیان کوئی فلسفیانہ ربط پیدا نہیں کیا جس سے ذہن آسانی کے ساتھ نتائج اخذ کر سکے۔ تاہم واقعات بہت سبق آموز ہیں، اور ان کو پڑھ کر ہر شخص خود معلوم کر سکتا ہے کہ یہ مغربی تہذیب انسان کو کدھر لے جا رہی ہے۔

**فصل الخطاب** تالیف جناب اکبر شاہ خاں صاحب نجیب آبادی۔ ضخامت ۱۲۰ صفحات۔ قیمت مجلد (عہ) غیر مجلد ۱۲ار ملنے کا پتہ:۔ منیجر مکتبہ عبرت، نجیب آباد (یو پی)۔

آج کل پنجاب میں دو مختلف سمتوں سے اسلامی امارت کا ایک ہی نظریہ پیش کیا جا رہا ہے جو سراسر غیر

ہے، مگر مسلمانوں کو غلط فہمی میں ڈالنے کے لیے اس کو اسلامی لباس پہنایا گیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ مسلمانوں کے گروہ میں امیر کی حیثیت "مُطاعِ مطلق" کی ہے۔ جس طرح نبی قوم کے سامنے جواب دہ نہیں ہے اسی طرح نبی کا نائب بھی جواب دہی سے مبرا ہے۔ اور اس کے کسی حکم اور کسی قول و فعل پر تنقید نہیں کیجا سکتی۔ قوم کا کام صرف اس کی اطاعت ہے، بے چون و چرا اطاعت، ویسی ہی اطاعت جیسی نبی کی کرنی چاہیے۔ اس نظریہ کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ قرآن مجید کی وہ آیت ہے جس میں اطاعت اولی الامر کا حکم دینے کے ساتھ ہی یہ فرمایا گیا ہے کہ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ۔ (اگر تمہارے درمیان کسی چیز میں نزاع ہو جائے تو اس کو خدا اور رسول کی طرف پھیر دو اگر تم اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو)۔ اس آیت کا صاف منشا یہ ہے کہ حق اور باطل کی تمیز کے لیے مسلمانوں کے پاس اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کا طریقہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ایک معیار ہے، اور یہ معیار اس قوم کو اسی لیے دیا گیا ہے کہ یہ اپنے جیسے انسانوں کو اربابٌ من دون اللہ نہ بنائے، شخصیت پرستی میں مبتلا نہ ہو، کسی بڑے سے بڑے آدمی کی بھی اندھی تقلید اور کورانہ اطاعت نہ کرے، بلکہ ہر رہنما کی رہنمائی اور ہر حاکم کے حکم کو اس معیار پر جانچ کر دیکھتی رہے کہ آیا وہ حق کی طرف لے جا رہا ہے یا باطل کی طرف۔ مگر عبداللہ ابن سبا کے زمانہ سے آج تک تمام گمراہ فرقوں اور ضلالت کے داعیوں کی یہ سنت رہی ہے کہ وہ سب سے پہلے اسی معیارِ حق پر ہاتھ صاف کرتے ہیں، کیونکہ اس کی موجودگی میں ان کا کاروبار کسی طرح چل ہی نہیں سکتا۔ چنانچہ اس آیت کریمہ کے اثر کو باطل کرنے کے لیے سب سے پہلے حدیث کا انکار کیا جاتا ہے تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کا طریقہ، جو مسلمانوں کے سامنے اسلامی زندگی کا حقیقی نمونہ ہے، یک قلم محو ہو جائے۔ اس کے بعد قرآن کی غلط تاویلات کی جاتی ہیں اور ایسے خوشنما طریقوں سے کی جاتی ہیں کہ ہر وہ مسلمان دھوکا کھا جائے

جو بیچارا خود قرآن کا صحیح علم نہیں رکھتا پھر یہ خطرہ پیش آتا ہے کہ کہیں صحیح علم رکھنے والے اس فریب کا پردہ چاک نہ کردیں۔ تو اس کا سد باب کرنے کے لیے علماء پر گالیوں کی بوچھاڑ کی جاتی ہے تاکہ قوم کی نگاہ میں ان لوگوں کو ساقط الاعتبار کردیا جائے جو اس کو حقیقت سے خبردار کرسکتے ہوں، اور اس طرح قوم کے ناواقف لوگ آسانی کے ساتھ اس شخص کی مٹھی میں آجائیں جو ان پر اپنی شخصی کشش کا جال پھیلانا چاہتا ہو۔ مزید براں ایک چال یہ بھی اختیار کی گئی ہے کہ جو لوگ اس غلط رہنمائی پر تنقید کرتے ہیں ان کے جواب میں نہایت غیر مہذب اور غیر شریفانہ انداز بیان اختیار کیا جاتا ہے تاکہ کوئی شریف آدمی سر بازار اپنی پگڑی اچھلوانا پسند نہ کرتا ہوا ان گمراہ کن لوگوں کی کارروائیوں پر نکتہ چینی کی جرأت نہ کرسکے اور خاموشی کے ساتھ اپنی قوم کو ایک غلط راستہ کی طرف جاتے ہوئے دیکھتا ہے۔

خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ اس قوم کا کیا حشر ہوگا جس کے اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگ خود اپنی قوم کی جہالت اور مصیبت سے ناجائز فائدہ اٹھانے کے لیے اٹھ کھڑے ہوں۔ مسلمان قوم کے کم از کم ۹۵ فی صدی افراد قرآن و سنت کے صحیح علم سے بے بہرہ ہیں۔ یہ چیز ان لوگوں کے لیے ایک سرمایہ بن گئی ہے جو اس غریب قوم کے سروں پر اپنی کبریائی کا قصر تعمیر کرنا چاہتے ہیں۔ اور ان کا دوسرا سرمایہ اس قوم کی وہ مصیبت ہے جس میں یہ آج کل مبتلا ہے۔ بدنظمی و انتشار کے ہولناک نتائج نے ساری قوم کو ہراساں کردیا ہے وہ تنظیم کی پیاسی ہو رہی ہے، اور اس پیاس نے اس کو اتنا بدحواس کردیا ہے کہ تنظیم کا لیبل لگا کر زہر کا پیالہ بھی اگر اس کو دیا جائے تو دوڑ کر منہ سے لگانے لگی۔ یہ دوسری چیز ہے جس سے خود غرض لوگ ناجائز فائدہ اٹھانے کے لیے مستعد ہو گئے ہیں۔ ایک گروہ (یعنی قادیانی) تو پہلے ہی ایک فرقہ بن چکا ہے جس کے زہریلے اثرات کو آج تمام ہر صاحب عقل مسلمان محسوس کر رہا ہے۔ اب دوسرا گروہ (یعنی خاکسار) اپنے اندر روز بروز وہ